پنڈت چانکیہ کی جنم بھومی، چنیوٹ میں

مولوی منظور کا فتنۂ تحریفِ قرآن

اہل پاکستان کے لئے لمحہ فکریہ

شاہد عجمی

فلسفۂ چانکیہ اور اس کی جائے ولادت

چندر گپت موریہ (وفات ۲۹۹ق م) کے عہد میں شاطر سیاستدان اور ارتھ شاستر کے مصنف پنڈت چانکیہ کا نظریہ تھا کہ:

''جو بادشاہ زیادہ قوت حاصل کرے اسے چاہئے کہ ہمسایہ بادشاہ پر حملہ کرنے میں دیر نہ کرے۔ جو بادشاہ دیکھے کہ اس کی طاقت بڑھ رہی ہے اسے چاہئے کہ کسی جھجک کے بغیر میثاق صلح کو توڑ کر دوسرے پر حملہ کر دے۔ جس بادشاہ کی سلطنت فاتح کی حدودِ سلطنت کے قریب واقع ہو وہ فاتح کا دشمن ہوتا ہے''۔

(رسالہ انڈین انٹی کویری ۱۹۰۹ء صفحہ ۳۰۳ اور ۱۹۱۰ء صفحہ ۵۹ بحوالہ ''تاریخ نظریہ پاکستان'' صفحہ ۲۳، ناشر انجمن حمایت اسلام لاہور۔ اشاعت جولائی ۱۹۷۰ء)

پنڈت چانکیہ کی عوامی طاقت کا راز ایسے لوگ تھے جو رومی مؤرخ جسٹین کی نظر میں چور، لٹیرے اور راہزن تھے۔

(جسٹین آئی سی جلد ۲ صفحہ ۱۵۵۹ ایچ آف امپیریل یونٹی صفحہ ۵۷ بحوالہ ''ارض پاکستان کی تاریخ'' جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ مؤلفہ رشید اختر ندوی۔ شائع کردہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۸ء)۔

جھنگ کے احراری مؤرخ جناب بلال زبیری نے اپنی کتاب ''تاریخ جھنگ'' (مطبوعہ ستمبر ۱۹۷۶ء) میں تسلیم کیا ہے کہ:

''چانکیہ چنیوٹ کا برہمن تھا'' اور:

''انگریز مؤرخین نے چانکیہ اور میکاولی میں موازنہ بھی کیا ہے''۔ (صفحہ ۳۰۴)

پاکستان دشمنی کا گڑھ

۲۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو ہندو سیاسی پارٹی آل انڈیا نیشنل کانگرس کے اجلاسِ راوی کے دوران کانگرس کے اسٹیج پر مجلس احرار کا قیام ہوا اور عطاء اللہ بخاری اس کے پہلے

صدر منتخب ہوئے۔

("رئیس الاحرار" صفحہ ۱۴۴۔ مؤلفہ عزیز الرحمٰن جامعی لدھیانوی۔
کوچہ رحمان چاندنی چوک دہلی۔ اشاعت مارچ ۱۹۶۱ء)

چنیوٹ میں ملک اللہ دتہ اور ملک نذر محمد اس کے بانی تھے۔ قیام پاکستان سے قبل یہ شہر چانکیہ سیاست کے علمبردار اور پاکستان دشمن ہندوؤں اور احراریوں کا گڑھ تھا۔ یہ بہت نازک زمانہ تھا۔ کیونکہ جیسا کہ قائداعظم نے بھی بار بار متنبہ کیا کہ کانگرس دوسری قوموں پر ہندو تہذیب ٹھونسنا اور ہندو راج قائم کرنے کا خوفناک منصوبہ باندھے ہوئے تھی۔ (روزنامہ ملاپ لاہور، ۱۷ جنوری ۱۹۳۹ء صفحہ ۲) اور اس کا نتیجہ برصغیر کے مظلوم مسلمانوں کی مکمل تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہ ہو سکتا تھا۔ بدقسمتی یہ تھی کہ سب احراری لیڈر کانگرس کے زر خرید غلام اور ایجنٹ کی حیثیت سے اس ہندو منصوبہ کی تکمیل کے لئے دن رات کوشاں تھے۔ چنانچہ کتاب "رئیس الاحرار" کے صفحہ ۱۳۶ پر لکھا ہے:

"پنڈت موتی لعل نہرو، سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی سحر بیانی کے عاشق تھے۔ انہی کے پروگرام کے مطابق شاہ صاحب کام کر رہے تھے ...... پنڈت جی بار بار شاہ صاحب سے کہتے کہ شاہ صاحب کانگریس ستیہ گرہ کی کامیابی صرف آپ سے وابستہ ہے ...... گاندھی جی اٹھ کر دروازے تک خود احرار رہنماؤں کو لینے آتے اور چلتے وقت خود ان رہنماؤں کو دروازے تک چھوڑنے آتے۔ یہ امتیازی بات تھی جو زندگی میں گاندھی جی نے صرف احرار رہنماؤں کی عزت و تکریم میں کی"۔

خود عطاء اللہ شاہ بخاری نے اعتراف کیا کہ:

"کانگرس کے چہرے کی سرخی ہماری قربانیوں اور ہمارے خون کا نتیجہ ہے"۔

نیز قائداعظم پر بالواسطہ طور پر تنقید کرتے ہوئے یہاں تک ہرزہ سرائی کی

کہ:

"کون کہتا ہے کہ ...... کانگریس ہندو جماعت ہے۔ مسلمانو! ہوشیار رہو اور بچو یہ غلط اور خطرناک الزام کہ مسلمان کانگریس سے الگ ہیں اور وہ صرف ہندوؤں کی ترجمان ہے بہت بڑے ابلیس کا پروپیگنڈا ہے"۔

(سوانح حیات سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ ۱۰۶۔ از خان کابلی۔
پبلشر ہندوستانی کتب خانہ ۶۳ ریلوے روڈ لاہور۔ طبع اول جون ۱۹۴۰ء)

"مفکر احرار" چوہدری افضل حق نے قائد اعظم کو "یزید" قرار دیتے ہوئے احراری مسلک ان الفاظ میں واضح کیا کہ:

"ہم اس کے سخت خلاف ہیں کہ لاکھوں مسلمانوں کی قربانی دے کر کسی یزید جیسے مسلمان کے لئے تخت سلطنت بچھایا جائے"۔ (تاریخ احرار صفحہ ل۔م)

گو احراریوں نے نئے ایڈیشن سے یہ سطر حذف کر دی ہے مگر طبع اول میں موجود ہے اور شورش کاشمیری نے اپنی کتاب "سید عطاء اللہ شاہ بخاری" مطبوعہ ۱۱ر ستمبر ۱۹۵۶ء کے صفحہ ۱۰۹ پر پورے طمطراق سے اسے نقل کیا ہے۔

یہ تھی وہ تشویش انگیز صورت حال جس کے پیش نظر قائد اعظم نے یہ بیان دیا کہ:

"اس وقت میں تین محاذوں پر آزادی کی جنگ لڑ رہا ہوں۔ ایک طرف انگریز سے، دوسری طرف ہندوؤں سے، تیسری طرف جو سب سے زیادہ خطرناک محاذ ہے وہ غدار مسلمانوں کا ہے جو ہندوؤں اور انگریزوں کے ایجنٹ کے طور پر میری مخالفت کر رہے ہیں"۔

("تاریخ ساز۔ محمد علی جناح" صفحہ ۶۳ از بشارت احمد نسیم۔
ادارہ مطبوعات پاکستان مردان۔ اشاعت ۱۰ر دسمبر ۱۹۷۶ء)

منظور چنیوٹی اور اس کا فضیلۃ الشیخ

انہی غداروں اور ہندوؤں اور انگریزوں کے ایجنٹوں کے سایہ تلے منظور احمد چنیوٹی صاحب نے ۱۹۳۱ء میں زندگی کا پہلا سانس لیا۔ ہوش کی آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ احراریوں کی زبردست مخالفت کے باوجود پاکستان قائم ہو چکا ہے۔ ۱۹۵۰ء میں وہ ٹنڈوالہ یار سندھ کے "دار العلوم اسلامیہ" (دیوبندی مدرسہ) سے فارغ ہوئے اور ۱۹۵۱ء میں اپنے بیان کے مطابق مولوی غلام اللہ خان سے قرآن مجید میں تخصص کیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

"اخذ التخصص فی التفسیر لدی فضیلة الشیخ غلام الله خان فی السنة ۱۹۵۱ء"۔ (القادیانی و معتقداته۔ اشاعت ۱۳۹۴ھ)

اللہ جلّشانہ نے چودہ صدیاں قبل اپنے مقدس کلام میں اعلان فرمایا تھا کہ:-

"لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" (الواقعہ :۸۰) یعنی اسے صرف مطہّر چھوتے ہیں۔ خاتم الانبیاء ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا کہ بندے کی پاکیزگی کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عملٌ صالحٌ یُلهمه ایّاه" (جامع الصغیر للسیوطی صفحہ ۱۲ جلد اول) عمل صالح جسے اللہ تعالیٰ اسے الہام فرماتا ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ علم قرآن کی حقیقی رسائی صرف پاک باطن اور صاحب الہام بزرگوں ہی کے لئے ممکن ہے۔

بدنام زمانہ شخص

مگر چنیوٹی صاحب کی نظر انتخاب قرآن میں تخصّص کے لئے ایک ایسے بدنام

زمانہ شخص پر پڑی جس کا "قرآنی علم" اپنے مرشد مولوی حسین علی کی تفسیر "بلغة الحیران" کی ذَوقیات تک محدود تھا۔ اس تفسیر کے متعلق چنیوٹی صاحب کے دیوبندی بزرگوں کا فتویٰ یہ ہے کہ:

۱...... "یہ تفسیر مسلمانوں کیلئے مُضر ّہے"۔ (سید مہدی حسن صدر مفتی دار العلوم دیوبند)

۲...... "بلاشبہ عقائد اہل سنت والجماعت سے متصادم ہے"۔

(مفتی محمد شفیع سابق مفتی مدرسہ دیوبند)

۳...... "مصنف کا کوئی مذہب نہیں، نہ عقائد اہلسنت وجماعت کے موافق ہیں۔"

(مفتی کفایت اللہ دہلوی)

۴...... "ایسا طائفہ ملت اسلام سے خارج ہے"۔ (مولوی عبد الجبار بگڑہ)

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مولوی غلام مہر علی صاحب کی کتاب "دیوبندی مذہب" صفحہ ۱۴۹۔ طبع دوم مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور)

یہ تو مرشد کامل کا حال ہے۔ اب اس کے مرید اور چنیوٹی صاحب کے فضیلۃ الشیخ غلام اللہ خان کی "قرآن دانی" اور "تقدس" کی تفصیل مجلس احرار پشاور شہر کے صدر اور مدیر روزنامہ "الفلاح" پشاور حافظ سید عبداللہ شاہ (متوفی ۲۳؍اکتوبر ۱۹۹۰ء) کے قلم سے ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔ لکھتے ہیں:

"یہ شخص دریا آباد ضلع اٹک کا رہنے والا تھا۔ غربت کی وجہ سے مساجد میں پرورش پائی اور دینی علوم کے لئے دیوبند چلا گیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر گجرات کی ایک مسجد میں دس روپے ماہوار کا امام مقرر ہوا۔ یہ ایک لڑکے کے ساتھ خلاف وضع فطری میں بدنام ہو کر راتوں رات وہاں سے نکل کر مری میں سی بینک کے ایک ٹھیکیدار کے پاس اس کی مسجد کا امام بن گیا۔ اور اس کے بچوں کو قرآن مجید پڑھانے پر مامور ہو گیا تھا۔ سات روپے ماہوار تنخواہ اور روٹی دی جاتی تھی......

میں نے ہی اسے راولپنڈی بلایا تھا...... راولپنڈی کے لوگ دیندار اور جذباتی تھے انہوں نے غلام محمد کو راجہ بازار راولپنڈی کی مسجد کا امام مقرر کیا اور اس نے وہاں اپنے نام سے غلام محمد ہٹا کر غلام اللہ رکھ لیا کیونکہ اس خانہ خراب کو وہابیوں نے مالی امداد شروع کر دی اور یہ حنفیّت کے لباس میں وہابیت کا پرچار کرتا رہا...... مجھے کیا معلوم کہ میرا لگایا ہوا پودا پھولوں کی بجائے خاردار، گندہ، پلید پھل لائے گا۔ آخر کار میں نے اس سے تعلقات منقطع کر لئے......۔

سال ۱۹۸۰ء میں اس نے اپنی ایک جماعت بنائی اور پشاور آکر پریس کانفرنس کی۔ میں نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ مَیں مولانا غلام اللہ کو گوشۂ گمنامی سے نکال کر راولپنڈی لایا تھا۔ اس نے اخبار نویسوں کے سامنے اقرار کیا اور پھر وظیفہ لینے وہابی حکومت سعودی عرب گیا اور وہاں ہی واصل فی النار ہوا۔

رسول اکرم ﷺ کا گستاخ تھا۔ مرتے وقت شکل بگڑ گئی۔ کسی کو اس خبیث کا منہ تک نہ دکھایا گیا......"۔

(یادداشتیں حصہ چہارم۔ صفحہ ۸۹، ۹۰ از سید عبداللہ شاہ۔ مطبوعہ پشاور)

؎ حافظا مے خورد، رندی کن وخوش باش و لے

دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

چنیوٹی صاحب اپنے شیخ کے نقش قدم پر

اس عبرتناک روداد سے یہ حقیقت پوری طرح بے نقاب ہو جاتی ہے کہ ملّا چنیوٹی صاحب کے "فضیلۃ الشیخ" کا قرآن مجید اور اس کے حقائق و اسرار سے قطعاً کوئی تعلق نہ تھا بلکہ سورۃ آل عمران آیت ۱۸۸ کے مطابق "تعلیم القرآن" کے نام سے مدرسہ قائم کر کے سعودی عرب سے روپیہ بٹورنے کا کاروبار بنا رکھا تھا۔ بعینہٖ یہی صورت "شاگرد رشید" نے اختیار کی۔ پہلے ۱۹۵۴ء میں ایک مدرسہ قائم کیا پھر

سعودی حکمرانوں کے حضور طواف شروع کئے اور شیخ عبدالعزیز عبداللہ بن باز سے ساز باز کر کے بالآخر "تحفظ ختم نبوت" کے نام پر مالی امداد کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گیا جس نے اس کے ادعائے علم قرآن کی قبا پارہ پارہ کر ڈالی۔ مجدد اسلام حضرت امام غزالیؒ نے اپنی شہرہ آفاق تالیف "احیاء علوم الدین" جلد ۲ کے چھٹے باب میں سلاطین اور حکمرانوں سے مخالطت رکھنے والے نام نہاد علماء کی مذمت میں آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث مبارک دی ہے کہ:

"ابغض القرّاء الی الله تعالیٰ الذینَ یَزُوْرُوْنَ الأُمَرَاء"۔

(روایت حضرت ابوہریرہؓ)

علماء میں سے بدترین وہ ہیں جو امراء کے پاس جاتے ہیں۔ اسی طرح حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ:

"العلماء أُمناء الرسل علی عبادالله ما لم یخالطوا السلطانَ فاذا فعلوا ذلك فقد خانوا الرسل فاحذروهم واعتزلوهم"۔

(صفحہ ۹۰۲ ناشر دار الکتب العربی)

یعنی علماء اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رسولوں کے امین ہیں جب تک سلاطین سے میل جول نہ رکھیں اور جب ایسا کریں تو انہوں نے رسولوں کی خیانت کی ان سے بچو اور کنارہ کش ہو جاؤ۔

چنیوٹی صاحب کی ضیاء الحق آمر کی جبہ سائی کے نتیجہ میں ڈاکٹر عبداللہ بن زاید وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی اس کے مدرسہ چنیوٹ آئے۔ تو اس نے اپنے سپاسنامہ میں پہلے تو یہ افتراء کیا کہ احمدیوں کے نزدیک معاذاللہ ربوہ "مکہ مدینہ سے زیادہ مقدس شہر ہے"۔ (سپاسنامہ صفحہ ۳)۔ ازاں بعد سعودی عرب کے گماشتہ اور

دُم چھلے کی حیثیت سے عرض کیا کہ ''رابطہ عالم اسلامی ''اور ''دارالافتاء'' سعودی عرب کے تعاون سے اس نے یورپ، مشرقی و مغربی افریقہ اور مشرق وسطیٰ کے جو دورے (احمدیوں کے خلاف) کئے ان کی مفصل رپورٹیں اور اہم تجاویز سعودی حکومت کے ان اداروں کو دی جا چکی ہیں''۔ (صفحہ ٦)۔ آخر میں کاسہ گدائی لئے ہوئے ڈاکٹر عبداللہ بن زاید کی ''خدمت اقدس''میں اپنے ''منصوبہ'' کے متعلق عاجزانہ درخواست کی کہ حضور اس کے لئے معقول سرمایہ اور وسائل کی ضرورت ہے''۔ (سپاسنامہ صفحہ ۷ مطبوعہ ڈیلی بزنس پریس فیصل آباد)

پنجاب اسمبلی میں انسانیت سوز مظاہرہ

چنیوٹی صاحب اب پورے طور پر ''غلام اللہ خانی'' رنگ میں رنگین ہو چکے تھے۔ بزنس میں ان کی چانکیائی روح انہیں پنجاب اسمبلی میں بھی لے آئی تا پاکستان کے عوام میں شہرت حاصل کرنے کے علاوہ مزید دولت پیدا کر سکیں۔ حالانکہ اسلامی نقطہ نگاہ سے کسی قسم کی عہدہ طلبی نالائقی کی کھلی علامت ہے۔ چنانچہ آنحضرت خاتم الانبیاء ﷺ کا واضح ارشاد ہے کہ:

''اِنّاو اللہ لا نُوَلّی علی ھذا العمل احداً سألہ ولا احدا حرص علیہ''۔

(مسلم کتاب الامارۃ۔ راوی ابو موسیٰ)

خدا کی قسم ہم اس حکومت کے کسی منصب پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کرتے جو اس کا طالب ہو اور نہ کسی ایسے شخص کو جو اس کا حریص ہو۔

پنجاب اسمبلی میں رسول اللہ کے اس گستاخ و نافرمان کا کردار ایسا اخلاق سوز تھا کہ اس کے مذہبی کاروبار میں شریک بھی مجسم احتجاج بن گئے۔ چنانچہ مجلس دعوت

اسلامیہ پنجاب کے ناظم اعلیٰ نے الزام لگایا کہ مولوی منظور احمد چنیوٹی نے اسمبلی میں منفی کردار ادا کر کے اہلیان چنیوٹ کو شرمندہ کیا ہے۔ وہ سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے ختم نبوت کا لیبل استعمال کر کے مبلغین ختم نبوت کو مجروح کر رہے ہیں۔

(امروز ۱۳؍جون ۱۹۸۵ء)

اس ضمن میں روزنامہ "حیدر" راولپنڈی نے یکم نومبر ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں حسب ذیل خبر شائع کی۔

پنجاب اسمبلی میں مولانا منظور چنیوٹی کا کردار ملت اسلامیہ کی رسوائی کا سبب بنا

(ربوہ)(نمائندہ حیدر)۔ خطیب مسجد احرار مولانا اللہ یار ارشد اور قاری محمد یامین گوہر امیدوار صوبائی اسمبلی نے گزشتہ روز چنیوٹ میں ایک انتخابی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ختم نبوت کے نام کو بیچ کر قوم سے ووٹ حاصل کئے اور پنجاب اسمبلی میں جا کر جو مذموم کردار ادا کیا وہ پوری ملت اسلامیہ کے لئے رسوائی کا سبب بنا۔ انہوں نے کہا کہ یہ شخص مذہب کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ اور فتویٰ بازی اس کا مشن ہے۔ انہوں نے کہا کہ قوم کے ساتھ یہ دھوکہ بازی ہم ہرگز نہیں چلنے دیں گے۔ مولانا اللہ یار ارشد نے کہا کہ جھوٹ اس کا مشن ہے، دھوکہ اس کا پیشہ ہے۔ اور صوبائی اسمبلی میں معافی مانگ کر اس شخص نے ختم نبوت کے پروانوں کے سر جھکا دئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کے نام پر قوم سے چندہ بٹور کر اس نے اپنی ذاتی جاگیریں اور ڈیرے بنائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں انہیں وارننگ دی کہ سیاسی فتویٰ بازی بند کر دو ورنہ تمہارا سارا حدود اربعہ قوم کے سامنے کھول کر رکھ دیا جائے گا"۔

احراری مذہب

منظور چنیوٹی کے اینٹی احراری گروپ کی یہ تقریریں انتہائی دلچسپ بھی ہیں اور حد درجہ مغالطہ انگیز بھی! اس لئے کہ اسلام کے نام کو اپنی اغراض کے لئے استعمال کرنے کا دوسرا نام ہی احراری مذہب ہے۔ اوراس حمام میں یہ سبھی ننگے ہیں۔ چنانچہ چوہدری افضل حق صاحب ”مفکر احرار“ اپنی کتاب ”تاریخ احرار“ صفحہ ۱۲۲ طبع دوم میں تحریر فرماتے ہیں:

”ہم لوگ تو سچ پوچھو اسلام کو اپنی اغراض کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ خود اسلام کے لئے استعمال ہونا نہیں جانتے“۔

اسی کتاب میں انہوں نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ احرار جو بظاہر اسلام کا نام لیتے اوراسی نام سے اپنی مطلب براری کرتے ہیں پنڈت نہرو کی طرح درپردہ سوشلسٹ ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

”لوگ بجاطور پر پوچھتے ہیں کہ احرار کو کیا ہو گیا کہ مذہب کی دَلدل میں پھنس گئے۔ یہاں پھنس کر کون نکلا ہے جو یہ نکلیں گے؟ مگر یہ کون لوگ ہیں۔ وہی جن کا دل غریبوں کی مصیبتوں سے خون کے آنسو روتا ہے۔ وہ مذہب اسلام سے بھی بیزار ہیں اسلئے کہ اس کی ساری تاریخ شہنشاہیت اور جاگیر داری کی دردناک کہانی ہے۔ کسی کو کیا پڑی کہ وہ شہنشاہیت کے خس و خاشاک کے ڈھیر کی چھان بین کر کے اسلام کی سوئی کو ڈھونڈے تاکہ انسانیت کی چاک دامانی کا رفو کر سکے۔ اس کے پاس کارل مارکس کے سائنٹیفک سوشلزم کا ہتھیار موجود ہے۔“

(تاریخ احرار صفحہ ۱۷۶ طبع دوم ناشر مکتبہ مجلس احرار اسلام۔ لاہور، ملتان ۱۹۶۸ء)

شورش کاشمیری جیسا احراری لیڈر اس ضمن میں اپنے قریبی مشاہدات کی بنا پر

یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ کارل مارکس اور عطاء اللہ بخاری کے ”عمومی خدوخال ہر صفاتی بُعد کے باوجود ایک سے ہیں“۔ (سید عطاء اللہ شاہ بخاری، صفحہ ۱۳، ۱۴)

خود بخاری صاحب کا کہنا ہے کہ:

”میں سر سے پاؤں تک سیاسی آدمی ہوں“۔

(سوانح حیات سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ ۹۱)

اب ظاہر ہے کہ ”سیاست“ میں جھوٹا پراپیگنڈہ اور حریفوں کو رسوا کرنا بلکہ گالیاں تک دینا سبھی روا بلکہ ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سبھی احراری ملّا اخباری پراپیگنڈہ کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ شورش صاحب عطاء اللہ بخاری کا ذکر کر کے رقمطراز ہیں کہ:

”ان کا عقیدہ ہے کہ اخباروں نے آغاز سے اب تک بڑے بڑے جھوٹ گھڑے ہیں اگر اس جھوٹ کا بوجھ ماؤنٹ ایورسٹ پر پڑتا تو وہ بھی زمین میں دھنس چکی ہوتی“۔

(”سید عطاء اللہ شاہ بخاری“ صفحہ ۱۸۔ از شورش کاشمیری ناشر مکتبہ چٹان۔ ۱۱ر ستمبر ۱۹۵۶ء)

جہاں تک دوسروں کو گالیاں دینے کا تعلق ہے شورش صاحب نے ”امیر شریعت احرار“ کا ایک مفصل واقعہ بیان کر کے یہ ”اسوہ“ پیش کیا ہے کہ:

”شاہ جی اتنے غصے میں آئے کہ مادر و خواہر کی مغلظات تک سنا دیں“۔

(ایضاً صفحہ ۱۷)

شہر ”ربوہ“ کا نام بدلنے کا مطالبہ

منظور چنیوٹی کو اسلام کے نام پر اپنی سیاسی دکان چمکانے کا ایک سنہری موقعہ اس وقت ہاتھ آیا جب ضیاء الحق جیسا فرعون وقت جو اپنے تئیں ”قادر مطلق“ سمجھتا تھا برسر اقتدار آیا اور اس نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے ”نفاذ اسلام“ کا سیاسی

ڈھونگ رچایا۔ چنانچہ چنیوٹی صاحب نے ۱۴ر فروری ۱۹۷۹ء کو "چند اہم گزارشات" کے نام پر "ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ" کی طرف سے ایک دوورقہ شائع کیا جس کے آغاز میں اس آمر مطلق کے حضور مندرجہ ذیل الفاظ میں ہدیہ تبریک اور خراج تحسین پیش کیا:

"اس ملک کو لاتعداد قربانیاں دے کر حاصل کیا گیا تھا تاکہ یہاں پر اسلام کا ضابطہ حیات نافذ کیا جاسکے۔ اور مسلمان قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ قوم کافی عرصہ سے چشم براہ تھی کہ یہ یوم سعید کب آتا ہے اور نظام مصطفیٰ کو نافذ کرنے کی سعادت کس کے حصہ میں آتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سعادت کے لئے منتخب فرمایا اور یہ عظیم اور تاریخی کام آپ سے لیا۔ ایں سعادت بزور بازو نیست، تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔

آپ نے ۱۲ر ربیع الاول کو اسلامی نظام کے نفاذ کا جو اعلان کیا ہے وہ تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا اور دیگر اسلامی ممالک کے سربراہان کے لئے قابل تقلید نمونہ ہوگا۔ میں آپ کو اس ایمان افروز اعلان پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتا ہوں"۔

اس "سجدۂ تعظیمی" کے بعد چنیوٹی نے احمدیوں کے خلاف پانچ مطالبات بغرض منظوری پیش کئے جن میں تیسرا مطالبہ مرکز احمدیت، ربوہ کے نام کی فوری تبدیلی کا تھا جو درج ذیل الفاظ میں تھا:

"قادیانیوں نے قرآن کریم میں ایک خطرناک معنوی تحریف کرتے ہوئے اپنے عالمی مرکز کا نام ربوہ رکھا ہے اور وہ یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ قرآن کریم کے پارہ نمبر ۱۸ آیت نمبر ۵۰ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کے ذکر میں جو ربوہ کا لفظ آتا ہے اس سے مراد یہی ربوہ ہے

جو پاکستان میں موجود ہے"۔ (صفحہ ۳)

ضیاء صاحب خدا کی قہری تجلّی کا شکار ہو گئے تو چنیوٹی نے اشرفی آفسیٹ پریس لائل پور سے ایک دو ورقہ شائع کیا جس کا نام تھا "ربوہ کا نام فی الفور تبدیل کرو"۔ اس اشتعال انگیز ہینڈ بل میں انہوں نے وزیر اعظم و ممبران قومی و صوبائی اسمبلی حکومت سے ربوہ کا نام بدلنے کا مطالبہ کیا اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ آیت قرآنی "و اوینٰھما الیٰ ربوۃ". (المومن:۵۱) میں ربوہ کا لفظ موجود ہے۔

"اس نام کی آڑ میں دراصل مقصد یہ ہے کہ آنے والی نسلیں جب قرآن پاک کی اس آیت کو پڑھیں تو ربوہ کا مصداق سوائے اس کے کہ ربوہ ضلع جھنگ کا ایک شہر ہے جو چناب کے قریب ہے اور کوئی نہو اس لحاظ سے یہ ایک صاف اور صریح قرآنی تحریف ہے"۔ (صفحہ ۳)

بانی ربوہ کا ترجمۂ آیت اور دو سو سالہ مترجمین کی طرف سے اس کی تائید

حق یہ ہے کہ جس طرح چنیوٹی صاحب نے وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی کے سامنے کمال بے شرمی اور بے حجابی سے یہ سفید جھوٹ بولا کہ احمدی اپنے عالمی مرکز۔ ربوہ۔ کو مکہ اور مدینہ سے زیادہ مقدس سمجھتے ہیں۔ بالکل اسی طرح یہ محض دجل اور فریب ہے کہ احمدیوں کا نعوذ باللہ یہ عقیدہ ہے کہ ربوہ سورہ المومنون میں مذکور ربوہ کا مصداق ہے یا اس کا مصداق ثابت کرنے کے لئے یہ نام تجویز کیا گیا ہے۔ عربی زبان میں بلند جگہ یا ٹیلہ کو ربوہ کہا جاتا ہے۔ (دیکھئے مفردات امام راغب) خود قرآن مجید نے دوسرے مقام پر یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ (ملاحظہ ہو البقرہ:۲۶۶)

بانی ربوہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اس سرزمین کو اپنے ماحول سے بلند و مرتفع ہونے کے باعث ہی اسے ربوہ سے موسوم فرمایا جو حضور کے بلند پایہ ذوق عربی اور نکتہ نوازی کا عکاس ہے۔ اور اس کا فیصلہ کن اور بالکل واضح دستاویزی ثبوت یہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے سورہ المومنون کی آیت ۵۱ کا ترجمہ ''تفسیر صغیر'' میں بایں الفاظ فرمایا ہے کہ:

''ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو ایک نشان بنایا اور ہم نے ان دونوں کو ایک اونچی جگہ پر پناہ دی جو ٹھہرنے کے قابل اور بہتے ہوئے پانیوں والی تھی''۔

اگر حضور اس آیت کا مصداق ربوہ شہر کو سمجھتے تو اول تو یہ ترجمہ نہ کرتے دوسرے اس مسلک کی تائید میں اس ترجمہ کے حاشیہ میں ربوہ شہر کا تذکرہ فرماتے مگر ایسا کوئی نوٹ آپ کے قلم سے موجود نہیں ہے۔

اب مجھے اس حقیقت کو بے نقاب کرنا ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے لفظ ربوہ کا جو ترجمہ کیا ہے برصغیر پاک و ہند کے علماء دو صدیوں سے اسی کے موافق ترجمہ کرتے آرہے ہیں ان علماء میں سنّی، دیوبندی، بریلوی، مودودی اور اہل تشیع غرضیکہ ہر مکتب فکر کے علماء شامل ہیں۔ ذیل میں بطور نمونہ چند اردو تراجم کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱...... (حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ)۔ ''جاگہ دی ہم نے اون دونوں کو طرف زمین بلند کے''۔ (ترجمہ قرآن شائع کردہ شیخ غلام علی لاہور مارچ ۱۹۲۴ء)

۲...... (حضرت شاہ عبدالقادرؒ صاحب)۔ ''ان کو ٹھکانا دیا ایک ٹیلہ پر''۔
(پانچ ترجموں والا قرآن مجید ناشر سید محمد شفیع الدین مالک اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی۔ ۱۵ر فروری ۱۹۲۶ء)

۳...... (شمس العلماء حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی)۔ ''ان دونوں کو ایک اونچی جگہ

پر...... لے جا کر پناہ دی"۔

۴......(مولوی فتح محمد صاحب جالندھری)۔"ان کو ایک اونچی جگہ پر...... پناہ دی"۔ (ناشر تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی)

۵......(مولوی مفتی شاہ محمد احمد رضا خان صاحب)"انہیں ٹھکانہ دیا ایک بلند زمین"۔ (ناشر تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی)

۶......(مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری)۔" ہم نے ان کو ایک اونچی جگہ پر...... جگہ دی تھی"۔ (مطبع چشمہ نور امرتسر۔اشاعت ۱۳۱۴ھ)

۷...... (مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی)۔"دونوں کو ٹھکانا دیا ایک اونچی جگہ پر"۔ (مطبوعہ گلشن ابراہیم پریس۔امین آباد لکھنؤ ۱۳۳۳ھ)

۸......(مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی)۔"ان کو ٹھکانہ دیا ایک ٹیلہ پر"۔

(ناشر نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

۹...... (حافظ سید فرمان علی صاحب دربھنگوی بھارت)۔"دونوں کو ہم نے ایک اونچی ہموار...... جگہ دی"۔ (ناشر پیر محمد ابراہیم ٹرسٹ کراچی ۵)

۱۰......(حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی)۔"ان دونوں کو ایک اونچے ٹیلے پر ٹھہرنے کی جگہ تھی"۔ (ناشر افتخار بکڈپو کرشن نگر لاہور)

۱۱......(سید امداد حسین شاہ صاحب کاظمی مشہدی)۔"ہم نے ان دونوں کو اونچی ہموار ٹھہرنے کے قابل...... جگہ دی"۔

(ناشر انصاف پبلشنگ کمپنی ریلوے روڈ لاہور ۱۳۸۱ھ)

۱۲......(سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)۔"ان کو ایک سطح مرتفع پر رکھا"۔

(تفہیم القرآن جلد سوم صفحہ ۲۸۰۔مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور۔ستمبر ۱۹۷۶ء)

۱۳......(پیر محمد کرم شاہ صاحب الازھری سجادہ نشین بھیرہ)۔"انہیں بسایا ایک بلند مقام پر"۔

(ضیاء القرآن جلد سوم صفحہ ۲۵۸،۲۵۷۔ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ۱۳۹۹ھ)

۱۴......(مولانا ابوالکلام صاحب آزاد "امام الہند")۔ "انہیں ایک مرتفع مقام میں پناہ دی"۔

(ترجمان القرآن جلد دوم صفحہ ۵۶۵۔ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور طبع اول ۱۹۳۶ء)

۱۵......(مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)۔ "ہم نے ان دونوں کو ایک ایسی بلند زمین پر لے جا کر پناہ دی"۔

(ناشر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۸ء)

۱۶......(مولوی محمد صاحب جوناگڑھی)۔ "ان دونوں کو بلند............ جگہ میں پناہ دی"۔ (مطبوعہ شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس مدینہ منورہ،

زیر نگرانی وزارت مذہبی امور، اوقاف دعوت وارشاد۔ مملکت سعودی عرب سنہ ۱۴۱۷ھ)

چانکیہ اور غلام اللہ خان کے جانشین کی ترجمۂ قرآن میں تحریف

الغرض حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ کے ترجمہ قرآن سے لے کر سعودی عرب کے زیر انتظام مدینہ منورہ (دام اللّٰہ شرفھا) سے طبع ہونے والا تازہ ترین اردو ترجمہ قرآن تک سب ہی بانی ربوہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ کے ترجمہ ہی کی تائید کرتے ہیں۔ مگر اس کے مقابل اب آیئے چانکیہ اور غلام اللہ خان کے جانشین اور اس کی معنوی اولاد یعنی منظور اینڈ کمپنی کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح پوری بے شرمی سے ترجمہ کلام اللہ میں تحریف کر کے قرآن کے نام پر خوفناک سازش کی جا رہی ہے۔ مذکورہ پمفلٹ میں چنیوٹی صاحب نے سورہ مومنون کی متعلقہ آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے:

"ہم نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کو ایک اونچی جگہ فلسطین۔ مصر میں جگہ دی جو قرار والی اور چشمہ والی تھی"۔ (صفحہ ۳ سطر ۱۳، ۱۴)

خط کشیدہ الفاظ ہر گز قرآن مجید میں موجود نہیں اور ان کو ترجمہ میں نہایت دیدہ دلیری سے شامل کرنا بیسویں صدی کی بدترین اور شرمناک تحریفِ قرآن ہے، فراڈ ہے، دجالیت ہے جس پر ملاّ چنیوٹی کو صرف اہل پاکستان سے ہی نہیں، دنیا بھر کے مسلمانوں سے معافی مانگنی چاہئے۔

دراصل قرآن کی لفظی اور معنوی دونوں قسم کی تحریف احراری مذہب کا جزوِ اعظم ہے۔ بطور ثبوت مکتبہ تبصرہ لاہور کی کتاب "خطبات امیر شریعت" ہی ملاحظہ فرمائیں جس میں کم از کم آٹھ قرآنی آیات محرف و مبدل ہیں۔

شورش کاشمیری نے ہفت روزہ چٹان مورخہ ۷ جنوری ۱۹۶۳ء کے صفحہ ۳ پر یہ خبر شائع کی کہ بریلوی عالم مولوی محمد عمر اچھروی نے ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۲ء کے ایک جلسۂ عام میں کہا:

"احمد علی لاہوری، عطاء اللہ شاہ بخاری، اور حماد اللہ ان تینوں پر اس لئے فالج گرا کہ یہ تینوں قرآن مجید میں معنوی تحریف کرتے تھے۔ خدا کی طرف سے ان پر عذاب نازل ہوا۔ تینوں کے پہلو مارے گئے اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئے حتی کہ مرتے وقت کلمہ بھی نصیب نہ ہوا۔"

چانکیائی رگ اور غلام اللہ خانی سرشت

جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے بانیٔ ربوہ نے کبھی آیت "اٰوینٰھما" میں لفظ ربوہ سے مراد دریائے چناب کے کنارے آباد شہر ربوہ نہیں لیا۔ اسی طرح جماعت احمدیہ بھی قرآن کریم میں مذکور "ربوہ" کا مصداق شہر ربوہ کو ہر گز قرار نہیں دیتی۔ پس یہ

چنیوٹی صاحب کی چانکیائی اور احراری رگ ہے جو انہیں سیاسی لحاظ سے دھوکہ بازی اور فریب کاری پر انگیخت کرتی ہے اور پھر وہی غلام اللہ خانی سرشت ہے جو انہیں مذہب کے نام پر دجل وافترا پر اکساتی اور جھوٹ کے گند پر منہ مارنے پر آمادہ کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ ان کے لئے ذلت اور لعنت کے سامان پیدا فرماتا آرہا ہے۔ چنانچہ شہر ربوہ کا نام بدلنے کے لئے اس نے جھوٹا ڈھنڈورہ پیٹا تو ختم نبوت کا بورڈ لگانے والے دوسرے ملاّں "نیا قادیان" نام رکھنے کے بارہ میں اختلاف کر کے اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔

چوہدری افضل حق "تاریخ احرار" صفحہ ۱۵۶ میں احراری کردار کی نشان دہی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"باسی کڑھی کے ابال کی طرح ہم اٹھتے ہیں اور پیشاب کی جھاگ کی طرح ہم بیٹھ جاتے ہیں"۔

پورا پاکستانی پریس گواہ ہے کہ چنیوٹ کے اس احراری ملاّ نے اس موقع پر اپنے "بزرگوں" کی اس "روایت" کو پوری "شان" سے قائم رکھا۔ اس طرح ایک طرف

"تَحْسَبُهُم جَمِيْعًا وَّ قُلُوبُهُم شَتّٰى"(الحشر:۱۵)

کی تصویر کھنچ گئی۔ دوسری طرف

"اِنِّی مُهِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ" ☆۔(الہام ۱۸۸۰ء)

کا عبرت انگیز نظارہ ایک بار پھر چشم فلک نے دیکھ لیا۔ فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی.

☆ (ترجمہ: جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا میں اسے ذلیل ورسوا کروں گا)۔ (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ذلت کی دوبارہ پذیرائی

پہلے جب ربوہ کا نام حکومت پنجاب نے ”نیا قادیان“ رکھا تو یہ اپنی نامرادی کا طوق گلے میں ڈالے پھر ارباب اقتدار کے تلوے چاٹنے لگے چنانچہ اس بار بھی خداتعالیٰ کی طرف سے ذلّت نے ہی اُن کی پذیرائی کی اور ربوہ کا ایک اور خوبصورت نام تجویز ہوا۔ اس پیارے نام سے ربوہ کی مقدّس بستی ”کنارِ چنِ آب“ یعنی چاند کے پانی کے کنارے کی بستی قرار پائی۔ فتبارك الله احسن الخالقين.

احمدیت کی صداقت کا چمکتا ہوا نشان

یہی نہیں، میں ڈنکے کی چوٹ کہوں گا بلکہ دنیا بھر میں اس کی منادی کروں گا کہ مرکز احمدیت، ربوہ، کا یہ دلکش نام صداقتِ احمدیت کا چمکتا ہوا نشان ہے۔ اس اجمال کی تشریح حضرت مولانا ابوالعطاء صاحبؓ جالندھری کے قلم سے درج کرتا ہوں۔ آپ نے رسالہ ”الفرقان“ ربوہ مئی ۱۹۷۵ء کے شمارہ میں صفحہ ۲، ۳ پر جلی قلم سے حسب ذیل اداریہ رقم فرمایا:-

دریائے چناب پر نورِ خدا کا نزول

صداقت احمدیت پر ایک اَور بُرہان

راولپنڈی کے مشہور ماہنامہ فیض الاسلام میں جناب مولوی محمد فضل قدیر ظفر صاحب ندوی نے جناب سید محمد سلیمان ندوی کی مشہور تالیف سیرۃ النبیؐ مجلد سوم سے رؤیائے تمثیلی کے عنوان سے احادیثِ نبویہؐ جمع فرمائی ہیں اور اسی سلسلہ میں انہوں نے قیام پاکستان سے پہلے کے اپنے ایک رؤیا کا بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے۔ تحریر

فرماتے ہیں:۔

''پاکستان کی روز بروز کی گرتی ہوئی حالت میں میرے دل کو سہارا مل رہا ہے عالمِ بیداری میں ایک مشاہدہ سے۔ ابھی تقسیم ملک کا معاملہ گومگو میں تھا کہ مَیں نوافل تہجد کے بعد تخت پر آنکھیں بند کئے ہوئے ذکر میں مشغول تھا۔ جاگ رہا تھا اونگھ بھی نہیں رہا تھا۔ دیکھا کہ لفظ خدا موٹے حروف میں چاند کی رنگت میں آسمان سے نازل ہو کر دریائے چناب کے پانی پر اتر گیا۔ میرا گھر تھا چناب سے تین سو میل مشرق میں کیتھل ضلع کرنال۔''

(رسالہ فیض الاسلام راولپنڈی اپریل ۱۹۷۵ء صفحہ ۲۳)

جناب ظفر ندوی صاحب اس سے آگے اس خواب یا کشف سے یوں استدلال فرماتے ہیں کہ:۔

''راقم نے چاند کی روشنائی میں اسم خدا کو آسمان سے آب چناب پر اترتا دیکھا تو میں اسے پاکستان کے حق میں بشارت کیوں نہ باور کروں؟ مجھے یاد ہے کہ مجھے یہ صبح صادق کے قریب یا کچھ بعد نظر آیا تھا۔''

(رسالہ فیض الاسلام راولپنڈی اپریل ۱۹۷۵ء صفحہ ۲۳)

ہمارے نزدیک جناب ظفر ندوی صاحب کا یہ رؤیا یقیناً سچا ہے اور اس کو پاکستان کے حق میں بھی بالواسطہ بشارت باور کرنا چاہئے مگر اس سے بھی بڑھ کر اور براہ راست یہ رؤیا جماعت احمدیہ کی صداقت پر ایک روشن دلیل ہے۔ ۴۷۔۱۹۴۶ء میں ندوی صاحب کو دکھایا جاتا ہے کہ دریائے چناب کے پانی پر اسمِ خدا چاند کے نور کے رنگ میں نازل ہوا ہے۔ جب پاکستان کا قیام ہوا اور ملک تقسیم ہوا تو صرف ایک دینی جماعت یعنی جماعت احمدیہ کا مرکز دریائے چناب کے کنارے قائم ہوا۔ اسی جماعت نے سچے معنوں میں ہجرت کر کے بے آب و گیاہ بنجر میں دریائے چناب کے کنارے نزول کیا۔ اور اس جگہ سے اسلام کے نور کو اکناف عالم میں پھیلانا

شروع کیا۔ آج جو لوگ اپنی کم فہمی سے اس جماعت کو مٹانا چاہتے ہیں وہ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ کے مصداق بن رہے ہیں اور بہر حال ناکام رہیں گے۔

اس رؤیا میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دریائے چناب پر بننے والے مرکز دینی کی حیثیت چاند کے نور کی ہوگی جو آفتابِ محمدی ﷺ سے ہی مستفاد ہوتا ہے اس کی حیثیت مستقل نہ ہوگی۔ وہ تو نورِ محمدی کی ہی جھلک ہوگی۔ پس اس مرکز والوں کو اسلام سے دور قرار دینا آسمانی تقدیر سے لڑائی لڑنا ہے۔ اے کاش! ہمارے خداترس مسلمان بھائی اس آسمانی اشارہ کو سمجھیں! وَ مَا علینا الاّ البلاغ المبین!

احراری تاریخ اور نام بدلنے کی قدیم روایت

یہاں یہ بتانا بھی نہایت ضروری ہے کہ چنیوٹی کی احرار پارٹی کی تاریخ میں نام بدلنے کی روایت بہت پرانی ہے اور اس میں عطاء اللہ بخاری کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ انہوں نے ہندوؤں میں مقبول ہونے اور سنسر سے بچنے کیلئے دیناج پور جیل میں اپنا نام پنڈت کرپا کرام برہمچاری رکھ لیا تھا جو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا ترجمہ یا بدل تھا۔
(''سید عطاء اللہ شاہ بخاری'' صفحہ ۷۳ از شورش کاشمیری)

رسالہ ''سیارہ ڈائجسٹ'' اگست ۱۹۶۶ء صفحہ ۱۹۹، پر ایک چشمدید شہادت درج ہے کہ:-

''دلّی دروازے کے باہر بڑے دھوم دھڑکے سے کانفرنس ہوئی جس میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے پاکستان اور پاکستانیوں کا ذکر ان حسین الفاظ میں کیا:

یہ لوگ پاکستان مانگتے ہیں۔ جانتے ہو کیا مانگتے ہیں۔ پاکستان ...... پاکی استان ...... انہیں پاکِ استان چاہیئے۔ دے دیجئے اُسترے اُن کے ہاتھوں میں اور بھیج دیجئے

غلسخانوں میں"۔

مولوی مظہر علی اظہر جنرل سیکرٹری مجلس احرار قائداعظم کو "کافرِ اعظم" کے نام سے پکارتے تھے۔ چنانچہ تحقیقاتی عدالت پنجاب ۱۹۵۳ء کے فاضل جج صاحبان نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے:-

"چونکہ قائد اعظم روشن خیال آدمی تھے...... اس لئے احرار نے اُن کی اس خصوصیت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر انہیں کافر کہنا شروع کر دیا۔ یہ شعر مولانا مظہر علی اظہر سے منسوب ہے جو تنظیم احرار میں ایک ممتاز شخصیت ہیں ؎

اِک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائد اعظم ہے کہ کافرِ اعظم

مولانا مظہر علی اظہر نے ہمارے سامنے نہایت خیرہ چشمی سے یہ اظہار کیا کہ (قائد اعظم کے متعلق) وہ اب تک اسی خیال پر قائم ہیں"۔ (اردو رپورٹ صفحہ ۱۱)

پس یہ وہ لوگ ہیں جو پاکستان، قائداعظم اور اہل پاکستان کی مخالفت کی آگ میں جل رہے ہیں۔ قائداعظم کو کافرِاعظم اور پاکستان کو پاکی استان اور پلیدستان کا نام دیتے ہیں۔ احراری لیڈر شیخ حسام الدین بی۔ اے کے خطبہ صدارت میں یہاں تک موجود ہے کہ:

"ایسے پاکستان کو ہم پلیدستان سمجھتے ہیں.......... اسلام کے باغی پاکستان سے ہم.......... ہندو ہندوستان کو پسند کریں گے .... پس اگر محمد علی جناح اسلام کے اقتصادی اور سیاسی نظام کے خلاف کسی سرمایہ داری کے نظام کو چلائے تو نفع کیا؟ اگر جواہر لعل اور گاندھی خلفائے راشدین کی پیروی میں نابرابری کے سارے نقوش کو مٹائے چلے جائیں تو بطور مسلمان کے ہمیں نقصان کیا؟"۔

(تاریخ احرار صفحہ ۶۰ از مفکر احرار چوہدری افضل حق۔ناشر مکتبہ مجلس احرار پاکستان لاہور، ملتان، اشاعت مارچ ۱۹۶۸ء)

عطاء اللہ شاہ بخاری کے نزدیک ان ہندو لیڈروں کا مقامِ روحانی اور عظمت آسمانی اس سے بھی بہت بلند ہے۔ چنانچہ اخبار "ذوالفقار" (۱۶/اپریل ۱۹۲۱ء) لکھتا ہے کہ عطاء اللہ بخاری نے ۲۵/مارچ ۱۹۲۱ء کی تقریر مسجد خیر دین امر تسر میں بیان کیا کہ "میں مسٹر گاندھی کو نبی بالقوہ مانتا ہوں"۔

(بحوالہ زجاجہ صفحہ ۱۴۰ از سید طفیل محمد شاہ)

اسی طرح ۱۹۲۱ء میں انہوں نے امر تسر ہی میں یہ تقریر کی کہ:-

"بلا تشبیہ اور بے تمثیل مہاتما کا میم اور موسیٰ کا میم برابر ہے"

(مقدمات امیر شریعت صفحہ ۲۷، ۲۸۔ ناشر مکتبہ احرار الاسلام ملتان۔ اشاعت اپریل ۱۹۶۹ء)

۱۳/ جنوری ۱۹۳۹ء کا واقعہ ہے کہ مسجد وزیر خاں لاہور میں ایک جلسہ عام کے دوران مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر "زمیندار" نے عطاء اللہ شاہ بخاری اور دوسرے کانگریسی و احراری مولویوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا:-

"علماء خدا کو چھوڑ کر پنڈت جواہر لال نہرو کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں جو خدا کو نہیں مانتا اور لا مذہب ہے۔"

(روزنامہ "نیشنل کانگریس" لاہور ۱۵/ جنوری ۱۹۳۹ء صفحہ ۱۸)

کانگریس کے "پالتو مولانا" اور ان کی معنوی ذریّت

انہی ایام میں دہلی دروازہ لاہور میں آل پنجاب مسلم سٹوڈنٹس کی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں بخاری صاحب نے پاکستان کی ڈٹ کر مخالفت کی۔ چنانچہ اخبار "ملاپ" ۲۷/ جنوری ۱۹۳۹ء صفحہ ۲ پر لکھا ہے:-

"مولانا نے ...... مسلم لیگیوں کو آڑے ہاتھ لیا۔ پاکستان کی سکیم کا خوب مذاق اڑایا ...... آپ نے پاکستان کی سکیم کا خوب مضحکہ اڑایا۔ آپ نے پاکستان کی سخت مخالفت کی اور کہا کہ جو لوگ اس کے حامی ہیں وہ ملک سے نکل جائیں"۔

امیر شریعت احرار کے مندرجہ بالا نظریات و خیالات سے اسلام، پاکستان اور مسلمانان پاکستان کی دشمنی، عداوت اور بغض و عناد کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا مولوی چنیوٹی ہو یا کوئی اور اسلام دشمن کانگریس کے پالتو "مولاناؤں" اور گماشتوں کی معنوی ذرّیت کو پاکستان میں رہنے اور "ختم نبوت"، "اسلام" یا "قرآن" کی آڑ میں فتنہ بپا کرنے کا کوئی جواز نہیں خصوصاً اس لئے کہ احراری شریعت کے امیر عطاء اللہ بخاری ایک طرف یہ واضح کر چکے ہیں کہ:-

"ہم نام نہاد اکثریت کی تابعداری نہیں کریں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اکثریت باطل پر ہے" (زمزم لاہور۔ ۳۰/اپریل ۱۹۳۹ء)

دوسری طرف اُن کا یہ بیان موجود ہے کہ:

"پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے"۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ۱۹۵۳ء اردو صفحہ ۲۷۵)